(1962_2_503_508)

27اپریل1961

ازعدالت الاعظمیٰ

جوالا رام

بنام

ریاست پپسو

(پی بی گجیندر گڈکر، اے کے سرکار، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور این راجا گوپالا آئنگر، جسٹسز)

نہر چارجز۔ پانی کا استعمال، اگر" جرم" ہے-خصوصی چارجز کا محصول، اگر" جرمانے" کے مترادف ہے۔ناردرن انڈیا کینال اینڈ ڈرین ایج ایکٹ، 1873(VII آف 1873)،دفعہ 31-پیپسو سرہند کینال اینڈ ویسٹرن جمنا کینال رولز(انفورسمنٹ اینڈ ویلڈیشن)ایکٹ(نمبر۔IV آف 1954)، دفعات 3,4-سرہند کینال رولز، رولز32،33۔

کچھ افراد پر مقدمہ چلایا گیا لیکن نہر کو نقصان پہنچانے کے الزام سے بری کر دیا گیا۔اس کے بعد نہر کے افسران نے اپیل گزاروں پر اس نتیجے کی بنیاد پر خصوصی نہر چارجز عائد کیے کہ گاؤں والے نہر میں کٹوتی کے ذمہ دار تھے۔ہائی کورٹ نے آئین کے آرٹس 226اور 227 کے تحت اپیل گزاروں کی عرضی کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ یہ مقدمہ مکندی رام بمقابلہ ایگزیکٹو انجینئر کے معاملے میں شامل تھا، جس کا فیصلہ ہائی کورٹ نے کیا تھا(1954 کے ایل پی اے/ ایف اے اونمبر58)۔خصوصی اجازت کی اپیل پر اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ پیپسو سرہند کینال اور ویسٹرن جمنا کینال رولز (انفورسمنٹ اینڈ ویلڈیشن) ایکٹ (نمبرIV آف 1954) آئین کے آرٹیکل 20(1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر آئینی ہے کیونکہ انہیں اس سے زیادہ سزا دی گئی ہے،جو جرم کے وقت نافذ قانون کے تحت دی گئی ہو سکتی ہے۔

قرار دیا گیا کہ اپیل گزاروں کے ذریعے پانی کا استعمال" جرم" نہیں تھا اور اس طرح کے استعمال کے لیے ناردرن انڈیا کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کی دفعہ 31 کے ساتھ پڑھے جانے والے سرہند کینال رولز کے قواعد 32 اور 33 کے تحت خصوصی نرخ عائد کرنا آئین کے آرٹیکل 20(1) کے تحت تصور کردہ جرم کے لیے" جرمانہ" عائد کرنا نہیں تھا۔

مقبول حسین کا مقدمہ، (1953) ایس سی آر 730، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: 1958 کی سول اپیل نمبر 43۔

1955 کے سول متفرق کیس نمبر 173 میں سابق پی ای پی ایس یو ہائی کورٹ کے 11 اپریل 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

نونیت لال، اپیل گزاروں کے لیے۔

جواب دہندگان کی طرف سے پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل ایس ایم سکھری، گوپال سنگھ اور ڈی گپتا۔

27 اپریل 1961 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس داس گپتا- 51 اپیل گزار جن میں سے سبھی کا تعلق گاؤں شملہ، تحصیل، نروانا سے ہے، نے پٹیالہ میں پیپسو ہائی کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 226 اور آرٹیکل 227 کے تحت ڈویژنل کینال کمشنر، نروانا کی طرف سے پانی کے کچھ نرخوں اور تاوان کی ادائیگی کے حکم کے خلاف راحت کے لیے درخواست دائر کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یکم ستمبر 1951 کی رات کو سرسا برانچ کینال کے بائیں کنارے پر کٹوتی ہوئی تھی۔ کینال کو نقصان پہنچانے کے الزام میں کچھ افراد پر مقدمہ چلایا گیا لیکن انہیں بری کر دیا گیا۔ اس کے بعد، ڈویژنل کینال آفیسر، نروانا نے سب ڈویژنل آفیسر، کینال، نروانا کی سفارش پر ان اپیل گزاروں کے خلاف خصوصی الزامات عائد کرنے کا حکم دیا۔ اپیل پر ڈویژنل کینال آفیسر، نروانا نے سب ڈویژنل آفیسر کے حکم میں جزوی

ترمیم کا حکم دیا، کاشت شدہ رقبے پر فصل کی قیمتوں کا چھ گنا اور غیر کاشت شدہ رقبے پر چھ گنا اور پانی کے ذخیرے پر سنگل بلک ریٹ عائد کرنے کا حکم دیا۔ یہ محصول اس کے اس نتیجے کی بنیاد پر لگایا گیا تھا کہ شملہ کے گاؤں والے کٹائی کے ذمہ دار تھے اور انہوں نے عام بھلائی کے لیے ہاتھ ملایا تھا۔

ہائی کورٹ نے ایک مختصر حکم کے ذریعے درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس درخواست میں شامل نکات مکندی بام بمقابلہ ایگزیکٹو انجینئر (1954 کے ایل پی اے/ ایف اے او نمبر 58) میں اسی ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ کے فیصلے سے مکمل طور پر احاطہ کرتے ہیں اور اس لیے درخواست گزاروں کے وکیل کے پاس درخواست کی حمایت میں کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا اور انہوں نے اس پر زور نہیں دیا۔ برخاستگی کے اس حکم کے خلاف موجودہ عرضی اس عدالت سے حاصل کردہ خصوصی اجازت کے ذریعے دائر کی گئی ہے۔

اپیل کی حمایت میں مسٹر نونیت لال کی طرف سے اٹھائے گئے نکات کا ذکر کرنے سے پہلے یہ آسان ہوگا۔ قانون کی ان دفعات کا حوالہ دینا جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ناردرن انڈیا کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ، 1873 کی دفعہ 31، جو تسلیم شدہ طور پر سرسل برانچ کینال پر لاگو ہوتی ہے، نرخوں پر معاہدے کی عدم موجودگی میں لیے گئے نہر کے پانی کی فراہمی کے لیے پانی کے نرخوں کو عائد کرنے کا التزام کرتی ہے اور اس کے سلسلے میں ریاستی حکومت کی طرف سے بنائے جانے والے قواعد کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کے تابع ہے۔ تاہم ریاست پٹیالہ میں واقع سرسا برانچ کینال کے سلسلے میں نہر کے پانی کی اس طرح کی غیر مجاز فراہمی کے لیے وصول کیے جانے والے نرخوں کے حوالے سے کوئی اصول نہیں بنائے گئے ہیں۔ تاہم پنجاب حکومت نے سرہند نہر اور اس کی شاخوں کے ساتھ ساتھ مغربی جمنا نہر اور اس کی شاخوں کے حوالے سے بالترتیب اپریل 1873 اور اگست 1878 میں قوانین بنائے تھے۔ ان قوانین میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی گئی تھی۔ اس وقت سب ڈویژنل آفیسر نے اپنی سفارش کی اور ڈویژنل کینال آفیسر نے اپنا حکم دیا کہ ان قوانین کو پیپسو تک نہیں بڑھایا گیا تھا۔ یہ تب تھا جب کمشنر کے سامنے اپیل زیر التوا تھی کہ پیپسو سرہند کینال اینڈ ویسٹرن جمنا کینال رولز (انفورسمنٹ اینڈ ویلڈیشن) ایکٹ نمبر IV آف 1954 پیپسو ریاستی مقننہ نے منظور کیا تھا۔ اس ایکٹ کے دفعہ 3 کا اطلاق یکم اگست 1948 سے، سرہند کینال رولز اور ویسٹرن جمنا کینال رولز کا اطلاق پیپسو ریاست پر ہوا۔ دفعہ 4 میں کہا گیا ہے کہ یکم اگست 1948 سے پیپسو سرہند کینال رولز یا ویسٹرن جمنا کینال رولز کے مطابق کی گئی کسی بھی چیز یا کسی بھی کارروائی پر کسی عدالت یا دیگر اتھارٹی کے سامنے کسی بھی کارروائی میں صرف اس بنیاد پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا کہ سرہند کینال رولز یا ویسٹرن جمنا کینال رولز پیپسو ریاست میں اس تاریخ کو نافذ نہیں تھے جس پر ایسا کام کیا گیا

تھا یا ایسی کارروائی کی گئی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس ایکٹ نے پیپسو سرہند کینال اور ویسٹرن جمنا کینال رولز (انفورسمنٹ اینڈ ویلڈیشن) آرڈیننس، 1954 کی جگہ لے لی، جو اس سے کچھ عرصہ قبل بنایا گیا تھا۔

مکندی رام بمقابلہ ایگزیکٹو انجینئر میں، جس کی بنیاد پر اس معاملے میں درخواست کو مزید بحث کے بغیر خارج کر دیا گیا تھا، پیپسو ہائی کورٹ نے اس معاملے کے حقائق سے عملی طور پر ملتے جلتے حقائق پر فیصلہ دیا کہ کینال کمشنر کے ذریعہ خصوصی نرخوں کا عائد کرنا قاعدہ 32 کے تحت اور ایکٹ کے دفعہ 31 کے ساتھ پڑھے جانے والے سرہنکل کینال رولز کے قاعدے 33 کے تحت جائز تھا۔

موجودہ اپیل کی حمایت میں مسٹر نونیت لال کی طرف سے ہمارے سامنے جو بنیادی دلیل اٹھائی گئی ہے وہ پیپسو سرہند کینال اور ویسٹرن جمنا کینال رولز (انفورسمنٹ اینڈ ویلڈیشن) ایکٹ کی دفعہ 3 اور دفعہ 4 ہے۔ نہیں۔ 1954 کے IV آئین کے آرٹیکل 20(1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر آئینی ہے۔ دیگر نکات جن پر وہ زور دینا چاہتے تھے وہ یہ تھے کہ (1) قواعد 32 اور 33 کی دفعات موجودہ کیس کے حقائق پر لاگو نہیں ہوتیں اور (2) کہ محصول لگانے سے پہلے دیا گیا نوٹس کافی نہیں تھا۔ تاہم جیسا کہ ہمیں یہ واضح نظر آیا کہ ان میں سے کوئی بھی پوائنٹ ہائی کورٹ کے سامنے نہیں لیا گیا تھا، ہم نے اسے اس کیس کے حالات میں اپنے سامنے یہ پوائنٹ اٹھانے کی اجازت نہیں دی ہے۔ ایک اور نقطہ کہ قواعد 32 اور 3 3 ایکٹ کی قواعد سازی کی دفعات کے دائرہ کار سے باہر ہیں، کا ذکر ماہر وکیل نے کیا تھا لیکن بعد میں اسے ترک کر دیا گیا۔

لہذا ہمارے غور کا واحد نقطہ یہ ہے کہ کیا پیپسو سرہند کینال اینڈ ویسٹرن جمنا کینال رولز (انفورسمنٹ اینڈ ویلڈیشن) ایکٹ 1954 کی دفعہ 3 اور دفعہ 4 آئین کے آرٹیکل 20(1) کی دفعات کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ آرٹیکل 20(1) میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کو کسی جرم کا مجرم نہیں ٹھہرایا جائے گا سوائے اس کے کہ جرم کے طور پر عائد کیے گئے ایکٹ کے عمل کے وقت نافذ قانون کی خلاف ورزی کی جائے، اور نہ ہی اس سے زیادہ جرمانے کے تابع کیا جائے گا جو جرم کے عمل کے وقت نافذ قانون کے تحت عائد کیا گیا ہو۔ اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ قواعد کے ان حصوں کے ذریعے خصوصی نرخوں کے نفاذ کی اجازت دینے والی درخواست جو پیپسو سرہند کینال رولز کے قواعد 32 اور 33 کی دفعات کے تحت عائد کی گئی ہیں، جو پانی کے استعمال کے وقت عائد نہیں کی جا سکتی تھی، خراب ہے، کیونکہ اس طرح اپیل گزاروں کو اس سے زیادہ جرمانے کا نشانہ بنایا گیا ہے جو جرم کے وقت نافذ قانون کے تحت عائد کیا گیا ہو۔

یہ دلیل اس مفروضے پر مبنی ہے کہ اپیل گزاروں کے ذریعے پانی کا استعمال ایک" جرم" تھا اور اس طرح کے استعمال کے لیے کینال ایکٹ کی دفعہ 31 کے ساتھ پڑھے جانے والے قواعد 32 اور 33 کے تحت پانی کے اضافی چارج کا نفاذ اس طرح کے" جرم" کے لیے" جرمانہ" تھا۔ یہ مفروضہ واضح طور پر غلط ہے۔" جیسا کہ اس عدالت نے مقبول حسین کے معاملے میں نشاندہی کی تھی جہاں آئین کا آرٹیکل 20(2) غور کے لیے آیا تھا، آئین میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا آرٹیکل 367 کے تحت جو یہ فراہم کرتا ہے کہ جنرل کلاز ایکٹ 1897، آئین کی تشریح کے لیے لاگو ہوگا، آرٹیکل 20 کی متعدد شقوں میں لفظ" جرم" کو جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 3(37) میں دیئے گئے معنی کو پہنچانے کے لیے سمجھنا ضروری ہے۔ اس دفعہ میں" جرم" کی وضاحت کی گئی ہے جس کا مطلب ایک ایسا عمل یا غلطی ہے جس کی سزا فی الحال نافذ کسی قانون کے ذریعے دی گئی ہو۔

سزا وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے ریاست اپنے قوانین کو نافذ کرتی ہے جو کچھ کرنے سے منع کرتی ہے، یا کچھ کرنے سے گریز کرتی ہے۔ سزا مختلف شکلیں لے سکتی ہے۔ یہ محض سرزنش ہو سکتی ہے؛ یہ جرمانہ ہو سکتا ہے؛ یہ کوڑے مارنا ہو سکتا ہے؛ یہ قید ہو سکتی ہے- سادہ یا سخت؛ یہ موت تک بھی بڑھ سکتی ہے۔ لیکن جو بھی شکل ہو، سزا کا تعلق ہمیشہ ریاست کے کسی ایسے قانون سے ہوتا ہے جو کچھ کرنے یا اس میں کمی کرنے سے منع کرتا ہے۔ جب تک کہ ایسا کوئی قانون موجود نہ ہو، کسی عمل یا غلطی کو" قابل سزا" بنائے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ کیا موجودہ معاملے میں کوئی ایسا قانون ہے جو پانی کے غیر مجاز استعمال کرنے والے سے منع کرتا ہے جو کینال ایکٹ کی دفعہ 31 میں فراہم کیا گیا ہے اس سے ان نرخوں پر وصول کیا جائے گا جو قواعد کے ذریعہ مقرر کیے جا سکتے ہیں؟ بالکل واضح طور پر، کوئی نہیں ہے۔ قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ نرخوں پر پانی کے استعمال کے لیے چارج کی فراہمی میں مقننہ پانی کے استعمال پر پابندی نہیں لگا رہا ہے۔ دفعہ میں لفظ" غیر مجاز استعمال" ممنوعہ کا کوئی خیال نہیں رکھتا ہے۔ قانون کا ارادہ واضح طور پر استعمال شدہ پانی کی ادائیگی حاصل کرنا ہے؛ اور یہ حقیقت کہ مقرر کردہ نرخ زیادہ ہو سکتے ہیں اس پوزیشن کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ درخواست گزاروں کے ذریعے پانی کا استعمال" جرم" نہیں تھا اور اس کے استعمال کنندہ کے لیے خصوصی نرخ عائد کرنے کا حکم کسی جرم کے لیے جرمانے کا نفاذ نہیں تھا۔ جب سب ڈویژنل کینال آفیسر یا کینال کمشنر اس معاملے سے نمٹ رہے تھے تو انہیں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آیا ان درخواست گزاروں نے پانی کو غیر مجاز طریقے سے استعمال کیا ہے اور اگر ایسا ہے تو اس طرح کے استعمال کے لیے ان سے کس شرح پر معاوضہ لیا جانا چاہیے۔ ایسا کرنے میں، وہ کسی بھی جرم کے لیے کسی پر مقدمہ نہیں چلا رہے تھے؛ اور یہ حقیقت کہ خصوصی نرخ عائد کیے گئے تھے، ان

زخموں کو استعمال شدہ پانی کے لیے چارج کے ان کے ضروری کردار سے محروم نہیں کیا اور انہیں کسی جرم کے لیے کسی جرمانے میں تبدیل نہیں کیا۔اس لیے یہاں آئین کے آرٹیکل 20(1) کی دفعات کے اطلاق کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document